شرح حدیث قسطنطنیه
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی
نور اللہ مرقدہٗ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شرح حدیثِ قسطنطنیہ

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عرضِ ناشر

رئیس التحریر، مناظر اَہلِ سنت وسرمایۂ اَہلِ سنت ، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی تحریر وتدریس کے میدان کے شہسوار ہیں۔آپ نے کم وبیش تین ہزار کتب ورسائل تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی اکثر کتب ورسائل غیر مطبوعہ ہیں۔

الحمدللّٰہ! بہارِمدینہ پبلشرز نے اشاعتِ دین کا جذبہ لے کر مفتی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر علمائے اَہلِ سنت کی کتب کی اشاعت کا بیڑہ اُٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔

تمام قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ''بہارِمدینہ پبلشرز'' کی کامیابی وکامرانی کے لئے دعاگو رہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اس ادارے کو علمِ دین کے فروغ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاه طهٰ و یٰسین (ﷺ)

خادم علمائے اَہلِ سنت

الحاج سعید احمد سعید قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

پیش لفظ

ہمارے دورِفتنہ خیز میں خارجیت پھرسراُٹھارہی ہےاورپھر یزید کے گیت گارہی ہے۔یزید پلید کی حمایت میں کتابوں پر کتابیں لکھی جارہی ہیں اوراسے ایسے القابات سے نوازا جارہا ہے کہ خطرہ ہے کہیں زمین اورآسمان پھٹ نہ جائیں مثلاً

(۱)امام برحق۔ (۲)امیرالمؤمنین۔ (۳)پیدائشی جنتی۔

یزید کا ایک عاشق لکھتا ہے کہ ''مجھے اپنے باپ پرتو اتنایقین نہیں ہے کہ وہ بہشتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق یقین ہے کہ وہ بہشتی ہے۔''(رشیدابن رشید)

مولوی شمس الحق افغانی نے لکھا ہے کہ''وہ یزید ہماری ہرنماز میں رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کا مستحق ہے۔''(رشیدابن رشید)

(۴)فاتح اعظم۔ (۵)مجاہد اعظم۔

(۶)صحابی (معاذاللہ)صحابی وہ ہوتا ہےجس نے حضورنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہرزمانہ پایااورایمان کے ساتھ آپ کی زیارت کی۔یزید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورمیں ۲۵ھ میں پیداہوا۔صحابیت کیونکر؟

(۷)صحابہ کا مقتدا۔(العیاذباللہ)

فقیرکوتو خطرہ ہے کہ کہیں اسے یہ خدا(معبود)ہی نہ کہنے لگ جائیں جیسا کہ پہلے بھی ایک دورمیں ایسا ہوا تھا۔کاش پھرکوئی عمر بن عبدالعزیز جیسا مجاہد پیدا ہوجنہوں نے یزید کوامیرالمومنین کہنے والے کوکوڑے لگوائے۔

(تطہیرالجنان ازامام اہلسنت شیخ ابن حجرمکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وتہذیب التہذیب وغیرہ)

اس گروہ کا سب سے زیادہ زورحدیثِ قسطنطنیہ پرہے اگرچہ اس میں انہی کی تردید کا کافی سامان موجود ہے۔فقیراہلِ بیت اطہاررضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نمک خوار ہے اس لئے حدیثِ پاک کی مختصرمگر جامع شرح پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔اللہ تعالیٰ بطفیل شانِ اہلِ بیت فقیر کی یہ حقیرسی خدمت قبول فرماکرتوشۂ آخرت اوردوسرے احباب کے لئے مشعل راہٗ ہدایت بنائے۔آمین

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپورپاکستان

۱۳صفر۱۴۰۲ھ بروزجمعۃ المبارک

متن حدیث شریف

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ العَنْسِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ، وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ، فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ لَا [1]

یعنی حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔ اُمِ حرام نے پوچھا حضور! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا تو ان میں داخل ہے۔ اُمِ حرام فرماتی ہیں پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا اس کے لئے بخشش ہے۔ میں (یعنی اُمِ حرام) نے پوچھا کیا میں اس میں داخل ہوں؟ فرمایا نہیں۔

علمِ غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اس حدیث پر تفصیلی تبصرہ فقیر کی کتاب "امیر معاویہ" میں دیکھئے۔ یہاں چند فوائد ملاحظہ ہوں۔

(۱) مستقبل کے دو واقعات

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مستقبل کے دو واقعات مختصر مگر جامع انداز میں بیان فرما دیئے۔

الف: امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ کا واقعہ بزمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ب: امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ حقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس جنگ کے بعض شرکاء کے بُرے انجام کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

(۲) امیر معاویہ کے مخالفوں اور یزید کے پرستاروں کو تنبیہ

اس میں تنبیہ ہے کہ دونوں جنگوں کے سرپرست حضرت امیر معاویہ ہیں۔ پہلی جنگ سے بہشت واجب ہو گئی جبکہ دوسری جنگ مغفرت کی خوشخبری لئے ہوئے ہے۔ دونوں انعاموں کے اولین مستحق بہر حال حضرت امیر معاویہ رضی

[1] (بخاری شریف، کتاب الجهاد والسير، فصل ماقيل فى قتال الروم، جلد ۴ صفحہ ۴۲، رقم الحدیث ۲۹۲۴، دار طوق النجاۃ)

اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (تفصیل فقیر کی کتاب ''الرفاہیہ'' یعنی امیر معاویہ) پہلی جنگ کا نتیجہ جنت کا واجب ہونا ہے مگر دوسری کے لئے محض بخشش جس جنگ میں یزید کی شمولیت کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ جنت والی نہیں بلکہ بخشش والی ہے۔ علمِ حدیث کے ماہرین جانتے ہیں کہ غفرلہ کے لفظ جس طرح جنتیوں کے لئے وارد ہوا ہے بالکل اسی طرح قطعی جہنمیوں کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے (مثالیں آگے آرہی ہیں) نیز ہم یہ بھی ثابت کریں گے کہ یزید مغفور (بخشا ہوا) ہے یا مقہور۔

(انشاء اللہ تعالیٰ)

(۳) دونوں جنگوں کا انداز

حدیث شریف پر غور کیجئے پہلی جنگ کے البحر اور دوسری کے لئے مدینة قیصر فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ پہلی دریا میں کشتیوں اور بیڑے کے ذریعے لڑی جائے گی تو دوسری شہر کا محاصرہ کر کے۔ چنانچہ یونہی ہوا۔ (تفصیل دیکھئے الرفاهیه میں)

پہلا غزوہ: تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سب سے پہلا بحری لشکر جس نے ۲۸ھ میں قبرص فتح کیا امیر معاویہ نے ترتیب دیا تھا۔ اسی لشکر میں اُم حرام بھی تھیں جو واپسی میں خچر پر سوار ہوتے وقت گر پڑیں اور وہیں انتقال فرما گئیں گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ظہور پذیر ہوا۔

دوسرا غزوہ یعنی قسطنطنیہ پر حملہ: قسطنطنیہ رومی حکومت کا مرکز اور فلسطین کا دارالحکومت تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر قیصر پر حملہ کرنے والے مجاہدینِ اسلام کو مغفرت کی بشارت دی تھی۔ اس بشارتِ عظمیٰ سے بہرا ور ہونے اور رُومی اقتدار کا جنازہ نکالنے کے لئے امیر معاویہ نے ایک زبردست فوج ۵۲ھ میں تیار کی۔ اس مقدس ومبشر لشکر میں میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ایوب انصاری، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔ رُومیوں نے شدید مدافعت کی۔ عبدالعزیز بن زرارہ کلبی جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت میں رجز ☆ پڑھتے ہوئے رومی صفوں میں گھستے چلے گئے۔ رومیوں نے انہیں نیزوں سے چھید کر شہید کر دیا۔ (ابن اثیر) [۲]

حضرت ایوب انصاری نے اسی مہم میں وفات پائی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جاسکو لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق رات کو مشعل کی روشنی میں قسطنطنیہ کی فصیل ☆ کے نیچے دفن کیا

[۲] (الکامل فی التاریخ، کتاب ثم دخلت سنة تسع واربعین، جلد۳، صفحہ۵۷، دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

☆ ذاتی، خاندانی یا قومی فخر پر مشتمل شعر وغیرہ جو میدان جنگ میں حریف کو مرعوب کرنے یا رفیقوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے پڑھے جائیں۔

☆ شہر یا قلعہ کی مستحکم و مضبوط چار دیواری جو غنیم کے حملے سے محفوظ رکھنے کے لیے بنائی جاتی ہے۔

گیا۔روح البیــــان کے مطابق آپ کا مزار مرجع الخلائق ہے۔لوگ یہاں حاضر ہو کر آپ کے وسیلے سے دعائیں کرتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔ [۳]

(۴)**شہر قیصر کا نام**: قیصر کے شہر کا نام حضورﷺ کے وصال شریف کے سالہا سال بعد تبدیل کرکے قسطنطنیہ رکھا گیا۔رسول اکرمﷺ اپنے خداداد علم غیب سے جانتے تھے کہ اس کا موجودہ نام عارضی ہے اس لئے اسے مدینۃ قیصر (قیصر کا شہر) فرمایا۔علامہ قسطلانی (شارحِ بخاری) علیہ الرحمۃ نے اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(۵)**انجام کی خبر**: حضور اکرمﷺ سب کے انجام سے باخبر ہیں۔چنانچہ اس حدیثِ پاک میں دو جہادوں کا ذکر فرما کر پہلے مجاہدین کے لئے قد وجبو اور دوسروں کے لئے مغفور لھم فرمایا گیا ہے۔اس لئے حضورﷺ جانتے تھے کہ پہلی جنگ میں صحابہ و تابعین شامل ہوں گے جن کی سیرت و کردار پر انگشت نمائی نہیں ہوسکتی اور دوسری میں بعض لوگ وہ بھی ہوں گے جو ننگ اسلام و اسلاف ہیں (جیسے یزید) اوروں کے لئے غفران (بخشش) کی بات کی گئی جس کا اولین انحصار خاتمہ بالخیر پر ہے۔

دعوتِ غور وفکر: ناظرین انصاف فرمائیں کہ اسی ایک حدیث کو اگر ایمانی نقطۂ نگاہ سے پڑھ لیا جائے تو کیا حضورﷺ کے علمِ غیب کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے؟

ناپاک عزائم کا پردہ چاک ہوتاھے: عموماً یزید کے حامیوں نے اپنی تحریروں میں ادھوری عبارتیں نقل کی ہیں۔فقیر اُویسی غفرلہٗ چند حوالہ جات کی حقیقت عرض کرتا ہے۔

(ا) حاشیہ بخاری کی مکمل عبارت پر مخالفین اس کے چند ابتدائی الفاظ لے لیتے ہیں اور باقی حصہ چھوڑ دیتے ہیں بلکہ ان الفاظ میں بھی فریب دے جاتے ہیں۔

عبارت: فِیهِ مَنْقَبَةٌ لِمُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا الْبَحْرَ، وَلِابْنِهِ يَزِيدَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِينَةَ قَيْصَرَ۔ [۴]

یعنی اس میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ہے کہ آپ نے ہی سب سے پہلے بحری جنگ لڑی اور آپ کے بیٹے یزید کی بھی کیونکہ اس نے سب سے پہلی شہر قیصر والی لڑائی لڑی۔

اس یزید والے قول کا محدث ابن التین اور علامہ ابن المنیر نے تعاقب کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس عموم

---

[۳] (روح البیان، سورۃ الفتح، آیت ۱۹ الی ۲۰، جلد ۹، صفحہ ۳۸، دار الفکر، بیروت)

[۴] (فتح الباری لابن حجر، قَوْلُهُ بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ، جلد ۱۱، صفحہ ۷۷، دار المعرفۃ بیروت)

سے کب لازم آتا ہے کہ کسی خاص دلیل سے یزید خارج نہ ہو کیونکہ کسی بھی اہلِ علم کو اس بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک "مغفور لھم" میں شرط ہے کہ وہ اہلِ مغفرت سے ہو مثلاً کوئی اس جنگ کے بعد مرتد ہو گیا تو وہ اس عموم میں بالاتفاق داخل نہ رہا۔ گویا ثابت ہو گیا کہ حدیث شریف کی اصل مراد یہ ہے کہ جس میں بخشش کی شرط ہو وہ مغفور (بخشا ہوا) ہے ورنہ نہیں۔

(۲) فتح البار ی شرح صحیح البخاری

عبارت: إِذْ لَا يَخْتَلِفُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغْفُورٌ لَهُمْ مَشْرُوطٌ بِأَنْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ [۵]

ترجمہ: اس لئے کہ کسی اہلِ علم کو بھی اس سے اختلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مغفور لھم شروط ہے کہ وہ مغفرت کا اہل ہو۔

بالفرض اگر بعد میں مرتد ہو گیا تو اس عام حکم میں داخل ہی نہیں ہو گا سب اس پر متفق ہیں۔ ثابت ہوا کہ ان میں مغفور لھم (بخشے ہوئے) وہی ہوں گے جن میں بخشش کی شرط (اہلیت) پائی جائے گی۔

فائدہ: ہم آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یزید سرے سے اس جنگ میں شامل ہی نہیں اگر ہو بھی تو اس کے کرتوت اُسے بخشش کی خوشخبری سے نکالنے کے لئے کافی ہیں۔

(۳) ارشاد الساری شرح بخاری

عبارت: لم یدخل فی ذلك العموم اتفاقاً [۶]

ترجمہ: اس سے مہلب (خارجی) نے یزید کی خلافت اور جنتی ہونے کی دلیل نکالی ہے کیونکہ وہ بھی (بقول اس کے) مغفور لھم کے عام حکم میں شامل ہے۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اس (مہلب) نے یہ بات بنی اُمیہ کی حمایت کی وجہ سے کی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے ضروری نہیں کہ وہ کسی خاص دلیل سے (اس عموم سے) خارج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مغفور لھم مشروط ہے۔ اہلِ بیت بخشش (کی شرط) سے مثلاً اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو گیا تو وہ بالاتفاق اس بشارت سے خارج ہے۔

---

[۵] (فتح الباری لا بن حجر، قَوْلُهُ بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّينِ، جلد ۶، صفحہ ۱۰۲، دار المعرفۃ بیروت)

[۶] (ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ، کتاب الجهاد والسیر، باب ماقیل فی قتال الروم، جلد ۵، صفحہ ۱۰۴، حدیث ۲۹۲۳، المطبعۃ الکبری الامیریۃ مصر)

فائدہ: تمام متقدمین شارحینِ حدیث نے یہی کچھ فرمایا ہے۔اب فقیران شارحین کی تصریحات عرض کرتا ہے جن پر مخالفین کو زیادہ اعتماد ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ : شرح تراجم ابوابِ بخاری میں فرماتے ہیں: اگر یزید اس جنگ میں شریک ہوا بھی تھا تو صحیح یہ ہے کہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یزید کے اس غزوہ سے پہلے کے گناہ بخشے گئے۔اس لئے جہاد کفارات سے ہے اور کفارات سے پہلے کے گناہوں کا ازالہ ہوتا ہے نہ کہ بعد کے۔ہاں اگر یوں ہوتا کہ مغفور لھم الی یوم القیمۃ تو پھر نجات یزید کا استدلال ہوسکتا تھا مگر ایسا نہیں ہے۔ ؎

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں کہ

(۱)ان کے نزدیک بھی یزید کا اس غزوہ میں شامل ہونا یقینی نہیں۔

(۲)اگر یزید شریک ہوا بھی تھا تو اس حدیث سے اُسے جنتی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

(۳)اس حدیث سے یزید کے لئے زیادہ سے زیادہ جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ اس کے (جنگ سے پہلے کے) گناہ معاف ہوگئے۔

(۴)رہے اس غزوہ سے بعد کے گناہ مثلاً سیدنا امام حسین اوران کے ساتھیوں کوشہید کرنا۔(الرضوان علیہم اجمعین)

واقعہ حرا، مدینہ طیبہ پر چڑھائی، دس ہزار اہلِ مدینہ کا قتلِ عام اور روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ بسنے والی عفت مآب خواتین کی ان کے گھروں میں گھس کر آبروریزی، ترکِ نماز، شراب نوشی وغیرہ کی سزا وہ آج بھی بھگت رہا ہوگا اور کل قیامت کے دن بھی اسے یہی سیاہ کاریاں جہنم میں لے جائیں گی۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل: میاں نذیر حسین محدث دہلوی فتاویٰ نذیریہ، جلد۱، مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور میں فرماتے ہیں، یزید کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ بالاتفاق مسلمانوں کا وہ امیر ہوا تھا اس کی اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی حالانکہ اس کی خلافت پر مسلمانوں کا اتفاق نہ ہوا اور ایک جماعتِ صحابہ نے اس کی بیعت نہیں کی اور جن حضرات نے بیعت کی بھی تھی جب اُن کو اس کے فسق وفجور کا حال معلوم ہوا تو خلع بیعت کر کے مدینہ واپس آ گئے اور بعض قائل ہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس فعل سے راضی تھا یہ بھی باطل ہے۔

؎ (شرح تراجم ابواب صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب ما قیل فی قتال الروم، صفحہ ۱۱۷، طبع بمطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند)

قال التفازانی فی شرح العقائد النسفية والحق أن رضا يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك وإهانته أهلی بيت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم مما تواتر معناه وإن كان تفصيله آحادا۔ [8]

یعنی علامہ تفتازانی نے شرح عقائدِ نسفی میں فرمایا ہے اور حق یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں یزید کی رضا اور اس سے اس کی خوشی نیز اہلِ بیت کی توہین پر متواتر روایات ہیں اگر چہ وہ الگ الگ خبر واحد ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں قتلِ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ گناہ کبیرہ ہے نہ کفر اور لعنت مخصوص بکفار ہے۔**نازم بایں فطانت**۔ نہیں جانتے کہ کفر ایک طرف خود ایذاءِ رسول الثقلین کیا ثمرہ رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۷)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں شاید اس نے کفر و معصیت کے بعد توبہ کی ہو وقتِ موت تائب ہو گیا ہو۔ امام غزالی کا احیاء العلوم میں اسی طرح رجحان ہے (امام صاحب کا مؤقف متعین کرنے میں غلط فہمی ہو گئی ہے) جاننا چاہیے کہ توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے۔ اس بے سعادت نے اس اُمت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا شہادتِ امام حسین و اہلِ بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب و اہالیانِ مدینہ کی شہادت و قتل کے واسطے لشکر بھیجا۔ تین روز تک بے اذان و بے نماز رہی من بعد حرم مکہ میں لشکر کشی کرنے عین حرم مکہ میں عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا اور ان کی برائیاں بیان کیں۔ واللّٰه اعلم بما فی الضمائر اور سلف و اعلامِ اُمت سے اس شقی پر لعن تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے کمالِ جوش و خروش کے ساتھ اس پر اور اس کے اعوان پر لعنت کی ہے اور بعضوں نے اس معاملہ میں توقف کیا ہے۔ پس مسلک اسلام یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و ترحم سے ہرگز یاد نہ کرنا چاہیے اور اس کے لعن سے کہ عرف میں مختص بکفار ہے اپنی زبان کو روکنا چاہیے۔

فائدہ: غیر مقلد حضرات کے شیخ الکل بھی فتویٰ دے رہے ہیں کہ یزید کو مغفرت اور ترحم سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے۔ بہت سے دوسرے غیر مقلدین نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ صرف ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے

---

[8] (شذرات الذهب، باب سنة احدی وستين، جلد ۱، صفحہ ۶۸، دار ابن کثیر دمشق)

(ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ، کتاب الجهاد والسير، باب ماقيل فی قتال الروم، جلد ۵ صفحہ ۱۰۴، حدیث ۲۹۲۳، المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر)

علامہ وحید الزمان کی تحقیق: غیر مقلدین کے بہت بڑے محدث و مصنف جناب وحیدالزمان کی رائے ملاحظہ ہو۔

اُس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے (جیسے مہائب نے) کہ یزید کی خلافت صحیح ہےاور وہ بہشتی ہے میں کہتا ہوں سبحان اللہ! اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اس وقت تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت باتفاق علماء صحیح تھی۔ اسی لئے امام برحق جناب حسن علیہ السلام نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو خود حضور ﷺ کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے بڑا اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرایا، اہلِ بیت کی اِہانت (توہین) جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے مسجدِ نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہلِ بیت کی اِہانت پر بھی اور یہ متواتر ہے اسی لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔ [9]

اکابرِ دیوبند: دورِ حاضر میں حمایت یزید کی آندھی بھی دیوبند ہی سے چلی ہے مگر اکابر دیوبند مثلاً مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی (عرف مدنی) مولوی محمود الحسن، مولوی احمد علی لاہوری وغیرہم، قاری محمد طیب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے تو اپنی کتاب شہید کربلا میں یزید پرستوں کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ عطاء اللہ بخاری نے حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہ کی شان میں جو قصیدہ لکھا ہے اس کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں

سرمۂ چشم شد بخاری را ☆ خاکپائے غلام خواجہ فرید
ہر کہ بد گفت خواجہ مارا ☆ ہست او بے گماں یزید پلید

(سواطع الالہام، صفحہ ۱۰۳)

یعنی خواجہ فرید کے غلام کی خاکپائے بخاری کی آنکھ کا سرمہ ہے جو ہمارے خواجہ کا بدگو ہے یقیناً یزید پلید ہے۔
دیکھئے بخاری صاحب کس وضاحت سے یزید کو پلید فرما رہے ہیں۔

---

[9] (تفسیر الباری فی شرح بخاری، جلد ۱۱، صفحہ ۱۲۵، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

جہادِ یزید کی حقیقت: جس یزید کو فاتح اعظم اور مجاہدِ اعظم منوانے کے لئے افسانے گھڑے جارہے ہیں۔تاریخ وسیرت کی کتابوں میں اس کی حقیقت اس کے برعکس بیان کی گئی ہے مثلاً دیکھئے تاریخ الکامل میں علامہ ابن اثیر کیا فرماتے ہیں، وَقِيلَ: سَنَةَ خَمْسِينَ، سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ جَيْشًا كَثِيفًا إِلَى بِلَادِ الرُّومِ لِلْغَزَاةِ وَجَعَلَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانَ بْنَ عَوْفٍ وَأَمَرَ ابْنَهُ يَزِيدَ بِالْغَزَاةِ مَعَهُمْ، فَتَثَاقَلَ وَاعْتَلَّ، فَأَمْسَكَ عَنْهُ أَبُوهُ، فَأَصَابَ النَّاسُ فِي غَزَاتِهِمْ جُوعٌ وَمَرَضٌ شَدِيدٌ، فَأَنْشَأَ يَزِيدُ يَقُولُ:

مَا إِنْ أُبَالِي بِمَا لَاقَتْ جُمُوعُهُمُ ... بِالْغَزْقَذُونَةِ مِنْ حُمَّى وَمِنْ مُومِ

إِذَا اتَّكَأْتُ عَلَى الْأَنْمَاطِ مُرْتَفِقًا ... بِدَيْرِ مُرَّانَ عِنْدِي أُمُّ كُلْثُومِ [10]

یعنی ۵۰ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلادِ روم کی طرف حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس میں شمولیت کا حکم دیا لیکن یزید گرانی طبع اور علالت کے بہانے بنا کر ساتھ نہ گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عذر قبول کر لیا مگر یہ لشکر جنگ کے دوران بھوک اور سخت بیماری (وبا) سے دوچار ہوگیا۔یزید نے (خوش ہوکر) شعر کہے

یعنی مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر ان کے لشکروں پر مقام غزقدونہ میں بخار اور تنگی تکلیف کا نزول ہوگیا جبکہ میں دیرِ مران میں اُونچے تخت پر تکیہ لگائے ہوں اور اُم کلثوم میرے پاس ہے۔

حضرت امیر معاویہ تک یہ شعر پہنچے تو آپ نے قسم کھالی کہ اب یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ارضِ روم میں ضرور بھیجوں گا تا کہ اسے بھی وہ مصائب آئیں جو دوسرے لوگوں کو آئے ہیں۔

امیرِ لشکر کون؟ یزید کے حامی اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ لشکر کا سردار یزید تھا حالانکہ ابن اثیر کی یہ عبارت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی کا اعلان کررہی ہے۔یزید تو بعد میں آیا اور وہ بھی سزا کے طور پر مجبوراً وہ تو مجرم تھا اسے رئیس المجاہدین بلکہ مجاہد کہنا بھی زیادتی ہے۔

علامہ عینی نے بھی عمدة القاری فی شرح البخاری میں حضرت سفیان بن عوف ہی کی سرداری کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد وضاحت سے لکھا ہے، قلت: الْأَظْهر أَن هَؤُلَاءِ السادات من الصَّحَابَة كَانُوا مَعَ سُفْيَان هَذَا وَلم يَكُونُوا مَعَ يزِيد بن مُعَاوِيَة، لِأَنَّهُ لم يكن أَهلا أَن يكون هَؤُلَاءِ السادات فِي خدمته [11]

---

[10] (الكامل فی التاريخ، كتاب ثم دخلت سنة تسع واربعين، جلد۳، صفحہ۵۷، دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

[11] (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، كتاب الوصايا، باب ما قيل فی قتال الروم، جلد۱۴، صفحہ۱۹۹-۱۹۸، داراحیاءالتراث العربی، بیروت)

یعنی میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہی بات ہے کہ یہ بڑے بڑے صحابہ کرام انہی حضرت سفیان کی سرکردگی میں تھے۔ یزید بن معاویہ کے تحت نہیں تھے کیونکہ وہ اس کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ عظیم لوگ اس کے خادم بنتے۔

تاریخِ کامل اور عینی کے علاوہ تاریخ ابن خلدون، جلد۳ صفحہ۱۰، فتح الباری اور البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، قسطلانی شرح بخاری، جلد۵، صفحہ۱۰۴، حاشیہ بخاری، جلد۱، صفحہ۴۱۰ سے بھی یہی تصریحات ہیں۔

شہر قیصر سے مراد: فتح الباری از علامہ ابن حجر عسقلانی کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ شہر قیصر میں پہلی جنگ کے مجاہدین مغفور ہیں اس وقت قیصر حمص میں رہتا تھا لہٰذا یہ پیشن گوئی اور خوشخبری قسطنطنیہ کے بجائے غزوۂ حمص سے متعلق ہے۔ [۱۲]

زیادہ قرین قیاس بھی یہی ہے اور سب کا اتفاق ہے کہ یزید اس میں ہرگز شامل نہیں تھا۔ گویا

وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا

اب وہ تمام پروپیگنڈا جو شہر قیصر سے قسطنطنیہ مراد لے کر یزید کو جنتی بنانے کے لئے کیا جارہا تھا۔ اپنے آپ ہی بے بنیاد ٹھہرا اور اس کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گئی۔

خارجیوں کا غفرلہٗ: خارجیوں اور یزیدیوں کے پاس یزید کو مغفور (یعنی بخشا ہوا) ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دلیل یہی حدیثِ قسطنطنیہ ہے۔ ان کے نزدیک قسطنطنیہ میں اولین جہاد کرنے والوں کو زبانِ رسالت ﷺ نے **مغفور لھم** (بخشے ہوئے) ہونے کی خوشخبری دی لہٰذا یزید کا ان میں شامل ہونا بھی اس کی بخشش کی دلیل ہے۔ ہم نے گذشتہ اوراق میں تفصیل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نہ یزید ان اولین مجاہدین میں شامل تھا اور نہ اس خوشخبری کا مستحق بلکہ یہ حدیثِ پاک قسطنطنیہ کے بجائے حمص کے متعلق ہے (کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ میں کسی شہر کا نام مذکور نہیں بلکہ مدینۃ قیصر یعنی شہر قیصر فرمایا گیا) اور شہر قیصر اس وقت حمص تھا۔ قسطنطنیہ تو اس وقت آباد بھی نہیں ہوا تھا اور حمص کی جنگ میں یزید کے شامل نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اب ہم ایک اور انداز میں اس حدیث پاک پر غور کرتے ہیں اور وہ یہ کہ بالفرض یہ حدیث قسطنطنیہ کے بارے میں ہی ہو اور یزید پہلے لشکرِ اسلام میں شامل بھی ہو نیز وہ **مغفور لھم** کی خوشخبری کا حقدار بھی ہو تو بھی اس سے مراد نہیں ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ کے بعد اسے ظلم وستم اور گناہ و نافرمانی کرنے کی کھلم کھلا اجازت مل گئی ہے اور اس کا کوئی کفر و شرک یا فسق و فجور اُسے جنت میں جانے سے روک نہیں سکتا۔ علمِ حدیث کے ماہرین سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ بہت

---

[۱۲] (فتح الباری لا بن حجر، قَوْلُهٗ بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّينِ، جلد۶، صفحہ۱۰۳، دارالمعرفۃ بیروت)

سے نیک کاموں پر حضور ﷺ نے **غفر لہ** اور **مغفور لھم** وغیرہ فرما کر جو بخشش کی نوید سنائی ہے اس سے مراد پہلے کے گناہوں کی بخشش ہے نہ کہ زندگی بھر کی خطاؤں کی بخشش بھی وہ ایمان اور اخلاص کی شرط کے ساتھ ہے۔ مومن وہ مخلص نہ ہوگا تو کوئی بھی نیکی قبول نہیں جب نیکی ہی قبول نہیں ہوئی تو اس کے صلے کی کیا صورت اور بخشش کا کیا مطلب اس میں کوئی شک نہیں کہ ارحم الراحمین اپنی رحمت سے ایک ہی آن میں سب گناہ معاف فرما سکتا ہے مگر ہم کسی ایک فعل کو سامنے رکھ کر اس کی حتمی بخشش کا فتویٰ کیونکر دے سکتے ہیں جبکہ نہ فاعل کے اخلاص کا علم ہے نہ فعل کی قبولیت کا۔ بلاشبہ حضور پرنور، شافع یوم النشور ﷺ بھی اپنے رب کے فضل وکرم سے ہر کسی کے فعل، اخلاص اور قبولیت و جزا سے واقف ہیں مگر جب تک سرکار ﷺ کسی شخص کے جنتی و مغفور ہونے کی وضاحت نہیں فرماتے ہمیں یقینی فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں ہے ایسی احادیثِ مبارکہ جن میں بعض کاموں پر بخشے جانے کا ذکر ہے دراصل اعمال کے فضائل میں ہیں عامل کی قطعی نشاندہی نہیں کرتیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل ارشادات پر غور فرمائیے اور **مغفور لہ** وغیرہ کا مفہوم سمجھئے۔

قیام شبِ قدر کا ثواب یوں بیان فرمایا۔ جو شبِ قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ جاگے

غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ [13]

یعنی اس کے پہلے کے گناہ معاف ہو گئے۔

فرمائیے کیا اس ارشادِ عالی سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہوگا کہ ایک بار شبِ قدر میں قیام کر لینے والے کو آئندہ کسی نیکی واحتیاط کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بخشا گیا۔

(ب) وضو کی فضیلت: حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کے مطابق وضو کر کے خلوص اور یکسوئی کے ساتھ دوگانہ ادا کیا تو **غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔** [14]

یعنی اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

(ج) حدیثِ جمعہ: حدیثِ جمعہ میں ہے جو جمعہ کے دن نہائے اور حتی الامکان پاک ہو کر تیل یا خوشبو لگائے ہوئے جمعہ کے لئے حاضر ہو بشرطیکہ اس نے دو شخصوں کے درمیان تفرقہ نہ ڈالا ہو سو دوگانہ نہ پڑھا اور امام کا خطبہ بھی

---

[13] (بخاری شریف، کتاب الایمان، باب قیام لیلۃ القدر من الایمان، جلد ا، صفحہ ۱۶، رقم الحدیث ۳۵، دار طوق النجاۃ)

[14] (مسلم شریف، کتاب الطھارۃ، باب صفۃ الوضوء وکمالہ، جلد ا صفحہ ۲۰۴، رقم الحدیث ۲۲۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

خاموشی سے سناتو غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔ [15]
یعنی اس کے لئے ہفتے بھر کے گناہ بخشے گئے۔

(د) **آمین میں موافقت**: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو سو جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوا تو غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ [16]
یعنی اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے گئے۔

(ر) **محفلِ ذکر**: محفل ذکر میں رضائے الٰہی کے لئے جمع ہونے والے کو آسمان سے آواز دی جاتی ہے،

أَنْ قُومُوا، مَغْفُورًا لَكُمْ [17]

یعنی اُٹھو اس حال میں کہ بخشے گئے ہو۔

(س) **جمعہ کی رات**: سورۂ یٰسین، حم اور دخان پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا، أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ [18]
یعنی اس نے اپنی بخشش کرا کے صبح کی۔

(ص) **حلقہ ذکر**: حلقۂ ذکر میں بیٹھنے والے فرشتے اہلِ مجلس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب درود پڑھا جاتا ہے تو وہ بھی پڑھتے ہیں پھر جب یہ مبارک محفل ختم ہوتی ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں،

طوبى لهم لا يرجعون إلا مغفورا لهم۔ [19]

یعنی ان سب کو بشارت کہ یہ بخشے ہوئے ہیں۔

(ل) جو شخص چالیس دن نماز باجماعت پڑھ لے اُس کا نام جنت کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔ [ب]

(م) حج سے لوٹنے والا گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔ [ج]

سوچئے اگر حدیث قیصر کے الفاظ مغفور لهم سے یزید کو قطعی جنتی قرار دینا درست ہے تو احادیث مذکورہ کی رو

---

[15] (المعجم الكبير، باب السين، فصل سهيل بن حنظلة، جلد۶ صفحہ ۲۷۱، رقم الحدیث ۶۲۰۲، مكتبة العلوم والحكم الموصل)

[16] (بخاری شریف، کتاب الاذان، باب جهر الامام بالتامين، جلد۱، صفحہ ۱۵۶، رقم الحدیث ۷۸۰، دار طوق النجاۃ)

[17] (ذخيرة الحفاظ، جلد۴، صفحہ ۲۱۱۷، حدیث ۴۹۰۸، دار السلف، الرياض)

[18] (كنز العمال، الفصل الثاني: في فضائل السور والآيات والبسملة، فضائل السور الباقية من الاكمال، جلد۱، صفحہ ۵۹۲، حدیث ۲۶۹۸، مؤسسة الرسالة، بیروت)

[19] (جامع الاحاديث، فصل ان المشددة مع الهمزة جلد۹، صفحہ ۲۱۱، حدیث ۸۲۶۱)

[ب] (سنن الترمذی، ابواب الصلاة، باب في فضل التكبيرة الاولى، جلد۱، صفحہ ۳۲۱، رقم الحدیث ۲۴۱، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

[ج] (بخاری شریف، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، جلد۲، صفحہ ۱۳۳، رقم الحدیث ۱۵۲۱، دار طوق النجاۃ)

سے ہر حاجی، چالیس دن با جماعت نماز پڑھنے والے، کسی بھی مجلسِ ذکر میں ایک بار شامل ہونے والے اور کسی شبِ جمعہ کو مذکورہ سورتوں کی تلاوت کرنے والے کو بھی ہر قیمت پر قطعی جنتی سمجھ لینا چاہیے اگر چہ وہ ان کے بعد جو چاہے کرے اور کرتا رہے اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو یزید بیچارے کے لئے اتنے پاپڑ بیلنے کا کیا فائدہ۔ اگر وہ ایک بار مجبور ہو کر (جیسا کہ اُوپر گزرا) قسطنطنیہ کے جہاد میں شریک ہو بھی گیا تو کیا اس کی نیکی گلستانِ نبوت کو اُجاڑنے کی گناہ سے بھی بڑی ہے۔ اگر کسی بے گناہ مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنا جرمِ عظیم ہے تو نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سیدنا اِمام حسین علٰی جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُن کے باقی اعزہ واحباب پر تلوار چلانا یقیناً اتنا بڑا جرم ہے جس کی شدت ونحوست اندازے سے باہر ہے۔ پھر مدینہ منورہ کی توہین اور حرمِ خلیل کی اِہانت بھی ایسے گناہ نہیں جسے کوئی اہلِ ایمان محسوس نہ کر سکے۔ ہاں جن کے ایمان پر یزیدیت کا ٹھپہ ہے اور جو اُسے اپنا امیر (مان کر امیر المؤمنین) کہتے ہیں اس فطرتِ ایمان سے بہرہ ور ہی نہیں تو جو چاہیں کریں اور کہیں ہم اِس کے سوا اُنہیں کیا جواب دیں کہ لعنت اللہ علیکم دشمنان اھل بیت

مقامِ یزید: غفرلہ اور مغفور لھم والی ان احادیث کے پیشِ نظر صاف ظاہر ہے کہ یزید اگر بفرضِ محال اس خوشخبری کا مستحق بھی ہوا تو اس سے مراد قطعی اور ابدی بخشش نہیں بلکہ سابقہ گناہوں کی بخشش ہے پھر اس کے مابعد کے سیاہ کارنامے (واقعہ کربلا، مدینہ منورہ کی توہین اور مکہ معظّمہ پر حملہ) بھی اُسے اِس شرف سے محروم کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ محدثین نے اسی حدیث کے تحت تصریح فرمائی ہے کہ

أَنَّہٗ لَا یَلْزَمُ مِنْ دُخُولِہِ فِي ذٰلِکَ الْعُمُومِ أَنْ لَا یَخْرُجَ بِدَلِیْلٍ خَاصّ [۲۰]

یعنی خوشخبری کے عموم میں یزید کے داخل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل کے ساتھ اس سے خارج بھی نہ ہو سکے۔

یہی نقطہ نظر شرح تراجم بخاری از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، فتاویٰ نذیریہ، تیسیر الباری شرح بخاری وغیرہ وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ امام قسطلانی تو دوٹوک انداز میں یوں بھی فرماتے ہیں،

فنحن لا نتوقف فی شأنہ بل فی إیمانہ لعنۃ اللّٰہ علیہ وعلی أنصارہ وأعوانہ [۲۱]

یعنی سو ہمیں یزید کی شان اور ایمان (کے نہ ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ اس پر بھی اللہ کی لعنت اور اس کے انصار واعوان پر بھی۔

---

[۲۰] (فتح الباری لا بن حجر، قَوْلُہٗ بَابُ مَا یُذْکَرُ فِي السِّکِّیْنِ، جلد۶، صفحہ۱۰۳، دارالمعرفۃ بیروت)

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ما قیل فی قتال الروم، جلد۱۴، صفحہ۱۹۹-۱۹۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

[۲۱] (ارشاد الساری شرح بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب قتال الترك، جلد۵، صفحہ۱۰۵، حدیث۲۹۲۵، المطبعۃ الکبری الامیریۃ مصر)

شرح عقائد، صفحہ۱۰۲ پر بھی یہی عبارت ہے۔ بلکہ امام ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے یزید پر لعنت کرنے کے جواز میں مستقل کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم الیزید"(نبراس)، صفحہ۵۵۳ یعنی اس متعصب دشمن کا رد جو یزید کا بُرا کہنے سے روکتا ہے۔

بلکہ اسے لعنتی کہنے والوں میں بڑے بڑے امام شامل ہیں چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مَا لِی لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ؟ [۲۲]

یعنی اور میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جسے اللہ نے اپنی کتاب میں ملعون فرمادیا ہے؟

اس کے ملعون ہونے کی مزید شہادتیں درکار ہوں تو درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیے جن میں اسے مستحقِ لعنت، بے ایمان اور دوزخ کا ایندھن وغیرہ قرار دیا گیا ہے پھر یہ لکھنے والے وہ امام ہیں جن کی عظمتِ علمی کو آج تک خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اسعاف الراغبین از علامہ محمد علی الصبان

(۲) الصواعق المحرقۃ از امام ابن حجر مکی استاذ ملا علی قاری

(۳) شرح فقہ اکبر از حضرت ملا علی قاری

(۴) نبراس شرح شرح عقائد از علامہ عبد العزیز دہلوی

(۵) شرح عقائد از علامہ تفتازانی

(۶) ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی

(۷) تکمیل الایمان از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی

(۸) تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی

(۹) مثنوی شریف از حضرت مولانا روم

(۱۰) حیاۃ الحیوان از علامہ دمیری

(۱۱) تفسیر مظہری و مکتوبات از علامہ ثناء اللہ پانی پتی

(۱۲) فتاویٰ عزیزیہ از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔ (علیہم الرحمۃ)

---

[۲۲] (مسند امام احمد بن حنبل، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، جلد۷، صفحہ۱۹۷، حدیث ۴۱۲۹، مؤسسۃ الرسالۃ)

ان بزرگانِ دین اورمحدثینِ کرام کےعلاوہ حامیانِ یزیداپنے ان معتمدومستند بزرگوں کی تحریربھی دیکھیں

(۱)یزیدبن معاویہازابنِ تیمیہ

(۲)البدایہ والنہایہازابنِ کثیر

(۳)فتاویٰ عبدالحیٔ ازوحیدالزمان

(۴)ہدیۃ المہدی ازوحیدالزمان

﴿یزید احادیث کی روشنی میں﴾

ذیل میں یزید کےمتعلق صحاح کی چندروایات پیش کی جاتی ہیں ان کےالفاظ میں اس کی بابت واضح ارشادات موجود ہیں اورصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصدیق سےاس وضاحت میں اوربھی زور پیدا ہوگیا ہے۔ان کےعلاوہ بعض روایات دوسری کتابوں سےبھی لی گئی ہیں۔ان کی سندکیسی ہی سہی چونکہ ان کی تائیداحادیثِ صحیحہ سےہوجاتی ہے لہٰذایہ بھی قوی ہےکیونکہ اُصولِ حدیث کےمطابق جس ضعیف یا موضوع حدیث کی تائیدصحیح حدیث میں مل جائے وہ بھی معناًصحیح ہوجاتی ہے۔(اُصولِ فقہ لااسماعیل دہلوی)

حدیث نمبر۱:قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَسَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ :هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ [۲۳]

یعنی فرمایاابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نےکہ میں نےحضورصادق ومصدوق ﷺ سےسنا ہےمیری اُمت کی ہلاکت چند قریشی لڑکوں کےہاتھوں ہوگی۔

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کےبارے میں روایت ہے۔

حدیث نمبر۲: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَمْشِي فِي السُّوقِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تُدْرِكْنِي سَنَةُ سِتِّينَ وَلَا إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ [۲۴]

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھےکہ اےاللہ! ۶۰ھ مجھ تک نہ پہنچےاورنہ لڑکوں کی حکومت۔

---

[۲۳] (بخاری شریف،کتاب الفتن،باب قول النبیﷺ هلاك امتي على يدي اغيلمة سفهاء،جلد۹صفحہ۴۷،رقم الحدیث ۷۰۵۸،دارطوق النجاۃ)

[۲۴] (فتح الباری شرح صحیح بخاری ، باب قول النبیﷺ هلاك امتي على يدي اغيلمة سفهاء،جلد۱۳،صفحہ۱۰،دارالمعرفۃ بیروت)

تاریخ گواہ ہے یزید اسی (۶۰ھ) میں تخت نشین ہوا اور حضرت ابو ہریرہ ۵۹ھ میں وصال پا گئے۔

۶۰ھ کے بعد کیا ہوگا یہ بھی حدیث میں دیکھئے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

حدیث نمبر۳: يَكُونُ خلفٌ مِنْ بَعْدِ الستِّين سَنَةً (أَضَاعُوا الصَّلاة، واتَّبعوا الشَّهوات فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا [۲۵]

یعنی ۶۰ھ کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور نفسانی خواہشات کی پیروی کریں گے تو وہ جلد ہی (جہنم کی وادی) غی میں ڈال دیئے جائیں گے۔

صحیح بخاری کی روایت اور دوسری حدیثی تشریحات سے واضح ہوگیا کہ ۶۰ھ میں برسرِ اقتدار آنے والا کس کردار کا حامل اور کس انجام کا مستحق ہے جس بدبخت کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کی وادی غی میں پہنچا رہے ہیں۔بعض دشمنانِ اہلِ بیت اُسے جنت کی طرف گھسیٹنا چاہتے ہیں مگر اس سے یزید کو تو فائدہ نہیں پہنچے گا البتہ یہ بھی اس کے ساتھ ہی فنافی النار ہوں گے۔

جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو ☆ حسن جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

بخاری شریف کی اسی حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ جو بخاری شریف کے بہترین شارح ہیں فرماتے ہیں (دیکھئے فتح الباری)

اور اس میں اشارہ ہے یزید کے بارے میں جو سب سے پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ھ میں برسرِ اقتدار آیا وہ ایسا ہی تھا (جیسا کہ حدیث میں خبر دی گئی ہے) دوسرے عظیم شارح بخاری علامہ عینی امارۃ الصبیان والی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں،

یعنی ان نوخیز لڑکوں میں پہلا یزید ہے۔وہ اکثر بزرگوں کو بڑے بڑے عہدوں سے برطرف کرکے اپنی قریبی نوخیز لڑکوں کو عہدے سپرد کرتا تھا۔ [۲۶]

---

[۲۵] (البداية و النهاية، كتاب دلائل النبوة، باب اخباره صلی اللہ علیہ وسلم لما وقع من الفتن من بنى هاشم بعد موته، جلد۶ صفحہ۲۵۶، داراحیاء التراث العربی)

[۲۶] (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم هلاك امتى على يدى اغيلمة سفهاء، جلد۱۳ صفحہ۱۰، دارالمعرفۃ بیروت)

حدیث نمبر۴: بروایت ابی عبیدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا،

لَا یَزَالُ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتَّى یَكُونَ أَوَّلَ مَنْ یَثْلَمُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِی أُمَیَّةَ یُقَالُ لَهُ یَزِیدُ [۲۷]

یعنی میری اُمت کا کام عدل سے چلتا رہے گا یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اُسے تباہ و برباد کرے گا بنی اُمیہ سے ایک شخص ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

حدیث نمبر۵: عن أبی ذر قال سمعت النبی یقول أول من یبدل سنتی رجل من بنی أمیة یقال له یزید [۲۸]

یعنی حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا وہ بنی اُمیہ سے ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

خلاصہ: ان تمام احادیث کے مضمون کا خلاصہ یہ نکلا کہ

(۱) حضور اکرم ﷺ کی سنت کو تبدیل کرنے والا اولین بد بخت یزید ہے۔

(۲) اُمت کے نظامِ عدل کو سب سے پہلے تباہ کرنے والا یزید ہے۔ (اس سے وہ لوگ بھی عبرت پکڑیں جو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں اور ظلم و ستم کی جعلی داستانیں گھڑ کر اُن سے منسوب کرتے ہیں۔)

(۳) یزید اور اس کے نوخیز ساتھی اُمتِ مسلمہ کو ہلاکت سے دوچار کریں گے۔

(۴) یزید کے بارے میں یہ روایات اتنی یقینی تھیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ڈر سے پہلے فوت ہونے کی دعائیں اعلانیہ بازاروں میں چلتے پھرتے کیا کرتے تھے۔

(۵) یزید جنتی نہیں اور حدیثِ قسطنطنیہ والی بشارتوں کا مستحق نہیں بلکہ جہنم کی وادی غی اُسے اور اُس جیسوں کو الاٹ (Allot) ہو چکی ہے۔

ایک فیصلہ کن واقعہ: نوفل بن فرات کا بیان ہے کہ میں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۲۷] (البدایہ و النہایہ، کتاب ثم دخلت سنة اربع وستین،باب ترجمة یزید بن معاویة جلد۸صفحہ۲۵۳،داراحیاء التراث العربی)

(تاریخ الخلفاء،باب یزید بن معاویة بن ابی سفیان 60ھ-64ھ،جلد اول،صفحہ۱۸۲،مطبعۃ السعادۃ مصر)

(الصواعق المحرقة علی اهل الرفض والضلال والزندقة،الخاتمة فِي بَيَان اعْتِقَاد أهل السّنة وَالْجَمَاعَة فِي الصَّحَابَة الخ،جلد۲، صفحہ۶۳۲،موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[۲۸] (الصواعق المحرقة علی اهل الرفض والضلال والزندقة،الخاتمة فِي بَيَان اعْتِقَاد أهل السّنة وَالْجَمَاعَة فِي الصَّحَابَة الخ، جلد۲،صفحہ۶۳۲،موسسۃ الرسالۃ بیروت)

کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے اُسے امیر المومنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو خود بھی بنی اُمیہ میں سے تھے مگر دینی غیرت سے مالا مال تھے۔) تقول امیر المومنین تو اس (بدبخت) کو امیر المومنین کہتا ہے پھر اُسے بیس کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ (صواعقِ محرقہ) [۲۹]

فائدہ: یزید کو امیر المومنین اور قطعی جنتی کہنے والے اگر یہاں کوڑوں سے بچ جائینگے تو میدانِ حشر میں خدا کے عذاب سے کیونکر بچ سکیں گے۔

یزید پرستوں نے بہت زور لگا کر اس قاتل اہلِ بیت کی شان میں ایک حدیث کا سہارا لیا اور دور کی کوڑی لا کر اُسے یزید پر منطبق کیا۔ گذشتہ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض تکلف تھا اور اس ڈوبتے کو استدلال کے اس تنکے نے بھی کوئی سہارا نہیں دیا بلکہ یزید کا ذکر صراحت کے ساتھ جن احادیث میں آیا وہاں اس کی مدح نہیں بلکہ مذمت ہے مثلاً

اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔

عن أبی ذر قال سمعت النبی یقول أول من یبدل سنتی رجل من بنی أمیة یقال له یزید [۳۰]

یعنی سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا بنی اُمیہ سے ہوگا اُسے یزید کہا جائے گا۔

اب آیئے جگر گوشۂ رسول ﷺ نور دیدۂ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کی طرف۔ حدیث کی کون سی کتاب ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے خالی ہے اور کون سا محدث ہے جس نے باب باندھ کر آپ کی شان میں شہنشاہ رسالت و صداقت ﷺ کے ارشادات کا حوالہ نہیں دیا۔ غور کیجئے دشمنانِ اہلِ بیت کو سیدنا و مولانا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کی سینکڑوں احادیث نظر نہیں آتیں مگر اپنے امیر یزید کو جنتی بنانے کے لئے کتنے جتن کر رہے ہیں اور ان کی اس کوشش ناکام پر کیا کہیں کہ

لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں بارگاۂ امامت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے صرف چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

---

[۲۹] (الصواعق المحرقة علی اهل الرفض والضلال والزندقة،الخاتمة فِي بَيَان اعْتِقَاد أهل السّنة وَالْجَمَاعَة فِي الصَّحَابَة الخ، جلد ۲، صفحہ ۶۳۳، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

[۳۰] (الصواعق المحرقة علی اهل الرفض والضلال والزندقة،الخاتمة فِي بَيَان اعْتِقَاد أهل السّنة وَالْجَمَاعَة فِي الصَّحَابَة الخ، جلد ۲، صفحہ ۶۳۳، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

(۱)**سب سے زیادہ محبوب**: سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا

أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟

یعنی اپنے اہل بیت میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ

یعنی حسن و حسین ۔

وَكَانَ يَقُولُ لِفَاطِمَةَ ادْعِي لِيَ ابْنَيَّ، فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ۔ [۳۱]

یعنی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے کہ میرے پاس میرے بچوں کو بلاؤ پھر ان دونوں کو سونگتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے۔

(۲)**ناز کے پالے**: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آ گئے دونوں سرخ قمیضوں میں ملبوس چلتے تھے اور گرتے تھے،

فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ (إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) نَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا [۳۲]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور ان دونوں کو اُٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا سچ ارشاد ہے اللہ کا کہ تمہارے مال اور اولادیں آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے اپنی گفتگو روک کر ان دونوں کو اُٹھا لیا۔

---

[۳۱] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللّٰہ عنہما، جلد۶ صفحہ۱۲۱، رقم الحدیث۳۷۷۲، دارالغرب الاسلامی بیروت)

[۳۲] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللّٰہ عنہما، جلد۶ صفحہ۱۲۲، رقم الحدیث۳۷۷۴، دارالغرب الاسلامی بیروت)

(صحیح ابن حبان، باب ذوی الارحام، فصل ذکر السبب الذی من اجلہ فعل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ما وصفناہ، جلد۱۳، صفحہ۴۰۳، رقم الحدیث۶۰۳۹، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

(مسند احمد بن حنبل، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللّٰہ عنہ، جلد۵، صفحہ۳۵۴، رقم الحدیث۲۳۰۴۵، مؤسسۃ قرطبۃ القاھرۃ)

(۳) **جگر گوشۂ رسول ﷺ:** حضور اکرم ﷺ کی چچی اُم ِفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) زوجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک روز بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا،

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيدٌ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا، فَيَكُونُ فِي حِجْرِكِ [۳۳]

یعنی یارسول اللہ ﷺ! آج میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ فرمایا (وہ کیا) عرض کیا بہت خطرناک ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے؟ میں نے دیکھا گویا کہ آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا۔ فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا۔ انشاءاللہ فاطمہ کے ہاں ایک بیٹا ہوگا جو تیری گود میں رہے گا۔

چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی اور وہ حضرت اُم ِفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں رہے۔

(۴) **نام مقدس:** حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ جب انہیں حاضر خدمت کیا گیا تو پوچھا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا حرب۔ فرمایا اس کا نام حسین ہے پھر فرمایا میں نے اس کا نام ہارون کی اولاد کے نام کی طرح شبیر رکھا ہے۔ (طبرانی) [۳۴]

گویا حضرت ہارون علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام شبیر (عربی میں ترجمہ حسین) ہے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ لقب سبط رسول ریحانۃ الرسول اور سید ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

---

[۳۳] (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم، اول فضائل ابى عبدالله الحسين بن على الشهيد رضى الله عنهما ابن فاطمة، جلد۳ صفحہ۱۹۴، رقم الحدیث ۴۸۱۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

[۳۴] (مسند احمد بن حنبل، مسند الخلفاء الراشدين، جل، مسند على بن ابى طالب، ۲، صفحہ۱۵۹، رقم الحدیث ۷۶۹، مؤسسۃ الرسالۃ)

(المعجم الكبير، باب الحاء، فصل الحسين بن على بن ابى طالب رضى الله عنه يكنى ابا عبدالله ذكر مولده، جلد۳، صفحہ۹۶، ۲۷۷۳، مکتبۃ ابن تیمیۃ۔القاھرۃ)

(السنن الكبرى للبيهقى، كِتَابُ الْوَقْفِ، بَابُ الصَّدَقَةِ فِي وَلَدِ الْبَنِينَ وَالْبَنَاتِ وَمَنْ تَنَاوَلَهُ اسْمُ الْوَلَدِ وَالِابْنِ مِنْهُمْ، جلد۶، صفحہ۲۷۴، حدیث ۱۱۹۲۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔لبنان)

(۵)**شبیہ رسول**: بخاری شریف میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں، كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ [۳۵]

یعنی سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔

ایسے ہی الفاظ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور تاجدارِ حسن صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مشابہت تھی چنانچہ صحابہ کرام اور تابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ان پر نثار ہوجاتے تھے جو سب سے زیادہ مشابہت رکھے اُس کی محبت وعظمت کا کیا حال ہونا چاہیے مگر افسوس یزیدی اس نکتہ ایمان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

(۶)**دعائے حبیب** صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی ضرورت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو گود میں لئے تشریف لائے۔ میں نے کام سے فارغ ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے مقدس رانوں پر تھے پھر دعا فرمائی، هَذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِيَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا [۳۶]

یعنی یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الٰہی میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور اُس سے بھی محبت رکھ جو ان سے محبت رکھے۔

(۷)**کمالِ قرب**: حضرت یعلی بن مرۃ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ [۳۷]

یعنی حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اللہ اُس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے۔ حسین اسباط☆ میں سے ایک سبط ہیں۔

---

[۳۵] (صحیح البخاری، کتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم،بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،جلد۵،صفحہ۲۶،حدیث ۳۷۴۸،دارطوق النجاۃ)

[۳۶] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰه باب مناقب الحسن والحسین رضی اللّٰه عنهما،جلد۶،صفحہ۱۱۸،رقم الحدیث ۳۷۶۹، دارالغرب الاسلامی بیروت)

[۳۷] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللّٰه، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللّٰه عنهما، جلد۶،صفحہ۱۲۳،رقم الحدیث ۳۷۷۵،دارالغرب الاسلامی بیروت)

☆ (سبط اس درخت کو کہتے ہیں جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے ہیں)

ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اس شہزادے سے میری نسل بہت چلے گی اور مشرق ومغرب میں پھیل جائے گی دیکھئے آج سادات کہاں کہاں نہیں پہنچے اور پھیلے نیز حسنی سید کم ہیں اور حسینی زیادہ۔کاش یزیدی ٹولہ صرف ایک اسی حدیث پر غور کرلے اور بغضِ امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تائب ہوجائے۔

(۸) **چمنستانِ کرم**: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ اجازت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھوں اور اپنے اور آپ کے لئے بخشش کی دعا کراؤں۔ چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مغرب بلکہ عشاء بھی آپ کے ساتھ پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو میں پیچھے ہولیا۔میری آواز سنی تو فرمایا کون،حذیفہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔فرمایا کیا کام ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے بے شک یہ ایک فرشتہ ہے جو آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا اس نے اللہ سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کہے اور بشارت دے، **بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ وَأَنَّ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ** [۳۸]

یعنی فاطمہ جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

مجدد ملت علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اس روایت سے علمِ غیب کا اثبات بھی ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت و نیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آشکار تھی۔

(۹) **حب و بغض**: حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي [۳۹]

یعنی جس نے ان دونوں (یعنی حسنین کریمین) سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

---

[۳۸] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، جلد۶، صفحہ۱۲۷، رقم الحدیث ۳۷۸۱، دارالغرب الاسلامی بیروت)

[۳۹] (کنزالعمال، فصل فاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم، جلد۱۲، صفحہ۱۱۹، رقم الحدیث ۳۴۲۸۲، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

لہٰذا ٹھیک فرمایا مولانا حسن رضا خاں مرحوم نے

باغِ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلِ بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

﴿میدانِ کربلا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں﴾

اہلِ سنت کا موقف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واقعاتِ کربلا کو مدتوں پہلے جانتے تھے۔ چنانچہ روایات ملاحظہ ہوں

(۱) ابن سعد و طبرانی میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی، أَنَّ ابْنِي الحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي بِأَرْضِ الطَّفِّ وجاءَنِي بِهذِهِ التُّرْبَةِ وأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيها مَضْجَعَه [40]

یعنی بیشک میرا بیٹا میرے بعد سرزمین طف یعنی کربلا میں شہید ہوگا۔ جبریل علیہ السلام وہاں کی مٹی لائے اور بولے یہ اس صاحبزادے کی آرام گاہ ہے۔

(۲) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ہاں ایک فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا اُس نے مجھے کہا آپ کا بیٹا حسین شہید ہوگا اگر چاہیں تو اس جگہ کی مٹی خدمت میں پیش کروں؟ پھر اُس نے وہ سرخ رنگ کی مٹی دکھائی۔ [41]

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق بارش والے فرشتے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو اُسے مل گئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! کوئی اندر داخل نہ ہو۔ اُسی وقت حضرت حسین بڑے اصرار سے اندر آ گئے۔

فَجَعَلَ يَتَوَثَّبُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ يَتَلَثَّمُهُ وَيُقَبِّلُهُ [42]

---

[40] (کنز العمال، فصل فاطمة والحسن والحسين رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم، جلد۱۲، صفحہ۱۲۳، رقم الحدیث ۳۴۲۹۹، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

(المعجم الكبير، باب الحاء، فصل الحسين بن على بن ابى طالب رضى الله عنه يكنى ابا عبدالله ذكر مولده، جلد۳، صفحہ۱۰۷، ۲۸۱۵، مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

(مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على رضى الله عنهم، جلد۹ صفحہ۳۰۱، رقم الحدیث ۱۵۱۱۴، دار الفکر بیروت)

[41] (مسند احمد بن حنبل، مسند الخلفاء الراشدين، مسند على بن ابى طالب رضى الله عنه، جلد۲، صفحہ۷۸، رقم الحدیث ۶۴۸، مؤسسۃ الرسالۃ)

[42] (صحيح ابن حبان، باب اخباره عما يكون فى امته من الفتن والحوادث، فصل ذكر الاخبار عن قتل هذه الامة ابن ابنة المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد۱۵، صفحہ۱۴۲، رقم الحدیث ۶۷۴۲، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود اور کندھوں پر کودنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو چومنے لگے۔ (باقی قصہ روایت نمبر ۲ کے موافق ہے۔)

(۴) حضرت اُم الفضل فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی گود میں تھے اور میں نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں۔ فرمایا جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیٹے کو آپ کی اُمت شہید کردے گی اور مجھے اس جگہ کی سرخ مٹی بھی دکھائی ہے۔ [۴۳]

(۵) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور سرخ مٹی ہاتھ میں تھی جسے اُلٹ پلٹ کررہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ

أَنَّ هَذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ لِلْحُسَيْنِ أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ [۴۴]

یعنی یہ صاحبزادہ یعنی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق میں شہید ہونگے اور یہ وہاں کی مٹی ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ أُمَّتَكَ تَقْتُلُ ابْنَكَ هَذَا مِنْ بَعْدِكَ. فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْحُسَيْنِ، فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَدِيعَةٌ عِنْدَكِ هَذِهِ التُّرْبَةُ". فَشَمَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "وَيْحَ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ". قَالَتْ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِذَا تَحَوَّلَتْ هَذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِي أَنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ" [۴۵]

(۶) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضرات حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے گھر میں کھیل رہے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اس لختِ جگر کو آپ کی اُمت شہید کردے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑی سی مٹی بھی پیش کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونگھ کر فرمایا یعنی کرب وبلا کی بو۔ پھر فرمایا اے اُمِ سلمہ (اسے سنبھال لے) جب یہ مٹی خون ہوگی تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہوگیا ہے۔

---

[۴۳] (دلائل النبوة للبيهقي، جُمَّاعُ أَبْوَابِ إِخْبَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم بِالْكَوَائِنِ بَعْدَهُ الخ، بَابُ مَا رُوِيَ فِي إِخْبَارِهِ بِقَتْلِ ابْنِ ابْنَتِهِ الخ، جلد ۶، صفحہ ۴۶۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

[۴۴] (المعجم الكبير، باب ذكر ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم منهن، فصل ام سلمة واسمها هند بنت ابى امية بن حذيفة بن المغيرة بن عبد الله الخ، جلد ۲۳، صفحہ ۳۰۸، رقم الحديث ۱۹۶۴۹، مكتبة العلوم والحكم الموصل)

[۴۵] (المعجم الكبير، باب الحاء، فصل الحسين بن على بن ابى طالب رضى الله عنه يكنى ابا عبد الله ذكر مولده، جلد ۳، صفحہ ۱۰۸، رقم الحديث ۲۸۱۸، مكتبة العلوم والحكم الموصل)

(۷) حضرت محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا کی دونہروں پر تھے آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا تو فرمایا، صدق اللّٰه ورسوله !قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كأنى أنظر إلى كلب أبقع يلغ فى دماء أهل بيتى!و كان شمر أبرص [۴۶]

یعنی اللہ اور اُس کا رسول سچے ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں گویا ایک ابلق کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہلِ بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے اور وہ شمر پھلبہری (برص) میں مبتلا تھا۔

حضرت انس بن حارث صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا،

إِنَّ ابْنِي يَعْنِي الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْصُرْهُ [۴۷]

یعنی میرا یہ بیٹا (یعنی حسین) اس زمین میں شہید ہوگا جسے کربلا کہتے ہیں سو جو تم میں اس وقت موجود ہو اس کی مدد کرے۔

چنانچہ حضرت انس کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہوگئے۔

(۹) حضرت یحییٰ حضرمی فرماتے ہیں کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جب ہم نینویٰ کے برابر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکار کر فرمایا، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰه، بشط الفرات [۴۸]

یعنی اے حسین فرات کے کنارے صبر کرنا۔

میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ کیا ہے؟ فرمایا نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے حسین فرات کے کنارے شہید ہوگا اور مجھے وہاں کی مٹی بھی دکھائی۔

(۱۰) حضرت اصبح بن بنانہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی کے ساتھ حضرت حسین کی قبرگاہ پر پہنچے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، هَا هُنَا مُنَاخُ رِكَابِهِمْ وَمَوْضِعُ رِحَالِهِمْ وَهَا هُنَا مُهْرَاقُ دِمَائِهِمْ فِتْيَةٌ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْتَلُونَ بِهَذِهِ الْعَرْصَةِ تَبْكِي عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ [۴۹]

---

[۴۶] (كنزالعمال، ذكر قتل الحسين رضى اللّٰه عنه، جلد۱۳، صفحہ۶۷۲، رقم الحديث ۳۷۷۱۷، مؤسسة الرسالة بيروت)

[۴۷] (البداية النهاية،ثم دخلت سنة احدى وستين، جلد۸، صفحہ۱۹۹، دارالفكر بيروت)

(تاريخ ابن الوردى، جلد۱، صفحہ۱۶۵، دارالكتب العلمية بيروت) (تاريخ دمشق، جلد۱۴، صفحہ۲۲۴، دارالفكر بيروت)

[۴۸] (البداية والنهاية،ثم دخلت سنة احدى وستين، جلد۸، صفحہ۱۹۹، دارالفكر بيروت)

(تاريخ دمشق، جلد۱۴، صفحہ۱۸۷، دارالفكر بيروت)

[۴۹] (الخصائص الكبرىٰ،خلافة بنى العباس، جلد۲، صفحہ۲۱۴، دارالكتب العلمية بيروت)

(دلائل النبوة لابى نعيم،الْفَصْلُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُونَ مَا جَرَى عَلَى يَدَيْ أَصْحَابِهِ بَعْدَهُ كَعُبُورِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ،مَا ظَهَرَ عَلَى يَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، جلد۱، صفحہ۵۸۲، حديث۵۳۰، دارالنفائس، بيروت)

یعنی یہ شہداء کے اُونٹ باندھنے کی جگہ ہے، یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اُن کے خون بہنے کی جگہ ہے۔ کتنے ہی جوان آلِ رسول کے اس میدان میں شہید ہوں گے جن پر زمین وآسمان روئیں گے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار آدمی مارے۔

انی قاتل وبابن بنتك سبعين الفاوسبعين الفا و أنى قاتل بابن بنتك سبعين ألفا وسبعين ألفا [۵۰]

یعنی اور تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار مارنے والا ہوں۔

(۱۲) ان ہی سے روایت ہے کہ میں ایک دن دوپہر کو آرام کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں، آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک خون بھری شیشی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا، دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ [۵۱]

یعنی یہ حسین اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے۔

جو میں ابھی اُٹھا لایا ہوں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ دن اور وقت یاد رکھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ واقعی حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اور اسی وقت شہید ہوئے تھے۔

(۱۳) حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کی داڑھی مبارک اور گیسوئے مبارک پر غبار تھا۔ عرض کیا، مَالَكَ يَارَسُوْلَ الله

یعنی حضور یہ حالت کیا ہے؟

فرمایا، شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا۔ [۵۲]

یعنی میں ابھی حسین کی شہادت گاہ میں تھا۔

زندہ جاوید: حضرت منہال بن عمرو بیان کرتے ہیں مجھے اللہ کی قسم! میں نے اس وقت شہیدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ انور کی زیارت کی جب اُسے نیزے پر دمشق کے دربار میں لے جا رہے تھے۔ ایک آدمی سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جب اس نے پڑھا

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

---

[۵۰] (کنز العمال، جلد ۱۲، صفحہ ۱۲۷، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

[۵۱] (مسند احمد بن حنبل، ومن مسند بن بنی ھاشم، مسند عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، جلد ۴، صفحہ ۵۹، رقم الحدیث ۲۱۶۵، مؤسسۃ الرسالۃ)

[۵۲] (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۶، صفحہ ۱۲۰، رقم الحدیث ۳۷۷۱، دار الغرب الاسلامی بیروت)

یعنی کیا آپ کومعلوم ہوا کہ غار اور جنگل کے کنارے والے یا کتے والے ہماری قدرت کی ایک عجیب نشانی تھے۔

امامِ پاک کے سر مبارک سے آواز آئی، أعجب من أَصْحَاب الْكَهْف قَتْلِي وَحَمْلِي ۵۳

یعنی اصحابِ کہف سے زیادہ عجیب میرا قتل ہونا اور اُٹھایا جانا ہے۔

غدار اور محروم اُمتی: حضرت ابی قبیل سے روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ انور ساتھ لے کر شمر پارٹی جب شام کو روانہ ہوئی تو پہلی منزل پر نبید (کھجور کا شیرہ) پینے کے لئے بیٹھی۔ اس وقت غیب سے لوہے کا ایک قلم ظاہر ہوا اور اُس نے خون سے یہ شعر لکھا

أَتَرْجُو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا   شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ ۵۴

یعنی کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل قیامت کے دن اُن کے جدِ اَمجد ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہو سکتے ہیں؟

حرفِ آخر۔صحابیت

آپ نے دیکھا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانی شرافت میں بے مثال ہیں۔حضور سرورِ کائنات نے اُنہیں اپنا بیٹا فرمایا پھر آپ کو اپنا بلکہ خدا کا محبوب ٹھہرایا بلکہ اُن کے محبّ کو خدا کی محبوبیت کا شرف بخشا۔ پھر اُن کی شہادت کی خبر دی اور عقبیٰ میں اُنہیں اپنے بھائی سمیت جوانانِ جنت کا سردار قرار دیا۔ مخالفین نے بغض میں اندھا ہو کر ہر شرف سے آنکھیں پھیر لیں۔ پھر جب آپ کے صحابی ہونے کی بات آئی تو وہ اس سے بھی مکر گئے۔ آیئے اب محدثینِ کرام کا فیصلہ دیکھیں۔

بخاری باب اصحاب النبی ﷺ میں صحابی کی تعریف یوں ہے،

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ ۵۵

یعنی جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کی صحبت یا زیارت کا شرف پایا صحابی ہے۔

---

۵۳ (الخصائص الکبریٰ،خلافة بنی العباس، جلد۲،صفحہ۲۱۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(المعجم الكبير للطبرانی،باب الحاء الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،جلد۳،صفحہ۱۲۳،حدیث ۲۸۷۳،مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

۵۴ (البداية والنهاية،ثم دخلت سنة احدى وستين،جلد۸،صفحہ۲۰۰،دار الفکر بیروت)

۵۵ (صحيح البخاری، كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم،بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،جلد۵،صفحہ۲، دار طوق النجاۃ)

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، وَمِنْهُمْ مَنِ اشْتَرَطَ فِي ذَلِكَ أَنْ يَكُوْنَ حِيْنَ اجْتِمَاعِهِ بِهِ بَالِغًا وَهُوَ مَرْدُوْدٌ ۵۶

یعنی صحابی ہونے کے لئے بالغ ہونے کی شرط لگانا غلط ہے۔

یہی موقف امام بخاری، امام احمد اور جمہور محدثین کا ہے۔

چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں، وَالْمَقْصُودُ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَاصَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحِبَهُ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ، وَلَكِنَّهُ كَانَ صَغِيرًا. (البدایہ) ۵۷

یعنی مقصود یہ ہے کہ حضرت امام حسین نے حضور ﷺ کا زمانہ اور صحبت پائی اور حضور ﷺ کے وصال مبارک تک اُن سے خوش رہے اگرچہ یہ نابالغ تھے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں، فَإِنَّهُ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِهِ، وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًّا ۵۸

یعنی بے شک حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساداتِ مسلمین اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی افضل ترین صاحبزادی کے لختِ جگر۔ وہ عابد، بہادر اور سخی تھے۔

افسوس دشمنانِ اہلِ بیت نے یزید کی حمایت میں کس کس حقیقت کا انکار نہیں کیا اور کس کس انصاف کا خون نہیں کیا۔

خداوندِ کریم اپنی، اپنے حبیب کریم ﷺ اور حبیبِ کریم کے اہلِ بیت اطہار اور جملہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین

فقط و السلام

هذا آخر ما رقمه قلم الأويسى الرضوى غفرله'

○......○......○

۵۶ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، قَوْلُهُ بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جلد ۷، صفحہ ۴، دارالمعرفۃ بیروت)

۵۷ (البداية والنهاية، سَنَةُ سِتِّينَ مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ، قِصَّةُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، جلد ۸، صفحہ ۱۵۰، دارالفکر بیروت)

۵۸ (البداية والنهاية، ثم دخلت سنة إحدى وستين، وَأَمَّا قَبْرُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، جلد ۸، صفحہ ۲۰۳، دارالفکر بیروت)